بڑھنے والے نہ تھے۔ میں نے کہا کہ میں قوت پاتا ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ آپؐ مجھے مزید کی اجازت دیں۔ اس پر آپؐ نے فرمایا: اچھا تو پھر حرام مہینوں کے روزے رکھو اور افطار کرو۔ ابوداؤد کی روایت میں اس طرح الفاظ آتے ہیں: "حرام مہینوں کے روزے رکھو بھی اور چھوڑو بھی۔ حرام مہینے کے روزے رکھا بھی کرو اور چھوڑا بھی کرو۔ حرام مہینے کے روزے رکھا کرو اور چھوڑا کرو۔ اپنی تین انگلیوں سے اشارہ کیا اور انھیں آپس میں ملایا۔ پھر انھیں چھوڑ دیا"۔ مقصد یہ ہے کہ تین روزے پے در پے رکھنے کے بعد پھر وقفہ کرو اور تین دن ناغہ کرو۔

○

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ ایک رسی دو ستونوں کے بیچ میں تنی ہوئی ہے۔ آپؐ نے پوچھا یہ رسی کیسی؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ ام المومنین زینبؓ نے تانی ہے۔ جب وہ نماز میں کھڑی کھڑی تھک جاتی ہیں تو اس سے لٹک رہتی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: نہیں (یہ رسی نہیں ہونا چاہیے) اسے کھول ڈالو۔ تم میں سے ہر شخص کو چاہیے کہ جب تک دل لگے نماز پڑھے، تھک جائے تو بیٹھ جائے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میرے پاس بنی اسد کی ایک خاتون بیٹھی تھیں۔ اتنے میں رسولؐ اللہ تشریف لے آئے۔ آپؐ نے پوچھا یہ خاتون کون ہیں؟ میں نے کہا فلاں عورت ہے، جو رات کو نہیں سوتی۔ پھر اس کی نماز کا حال بیان کیا گیا۔ آپؐ نے فرمایا: بس بس، اتنا عمل کرو جتنا کرنے کی طاقت ہے۔ اللہ تعالیٰ ثواب دینے سے نہیں تھکتا، تم ہی عمل کرتے کرتے تھک جاؤ گے۔ (بخاری)

نیکی اور عبادت کا شوق اچھی چیز ہے، لیکن اس میں بھی انتہا پسندی مطلوب و محمود نہیں۔ ہمارے دین کا سنہرا اصول اعتدال ہے، اس کا دامن نہ چھوڑنا چاہیے، اس بارے میں دین کا مزاج بہت واضح ہے۔

○

حضرت ام عطیہؓ سے روایت ہے، فرمایا: آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو حکم دیا تھا کہ ہم عید کے دن نکلیں، یہاں تک کہ کنواری عورت بھی پردے میں سے نکلے، اور حائضہ بھی نکلتیں۔ وہ لوگوں کے پیچھے رہتیں، مردوں کے ساتھ تکبیر کہتیں، ان کے ساتھ دعا میں شریک ہوتیں، اور عید کے دن کی برکت اور پاکیزگی حاصل کرنے کی امید رکھتیں۔ (بخاری، کتاب العیدین)

مدینہ کا معاشرہ قائم کرنے کا تقاضا ہے کہ خواتین حدود حجاب کے ساتھ عیدین کی طرح کی اجتماعی سرگرمیوں میں شریک ہوں، ایک دوسری روایت کے مطابق، آپ خطبہ ختم کرنے کے بعد خواتین کی طرف آتے اور انھیں علیحدہ سے خطاب کرتے۔

قبر اور آخرت کی تیاری

الشیخ عبدالرحمٰن السدیس

ترجمہ : مزمل حسین کپاڈیہ

میں اپنی ذات کو اور آپ سب کو جلوت و خلوت‘ ظاہر و باطن‘ تنہائی اور مجالس میں‘ ہر حال میں تقویٰ اختیار کرنے کی نصیحت کرتا ہوں۔ اس لیے کہ اللہ کا خوف بندہ مومن کے لیے قبر میں سب سے زیادہ قابلِ قبول سلطان ہے۔ یہ یوم آخرت کے لیے سب سے پسندیدہ توشہ ہے۔ یوم آخرت وہ دن ہے کہ جب دلوں کے بھید جانچے جائیں گے‘ تمام پوشیدہ چیزیں منکشف کر دی جائیں گی‘ دل غم سے بھر کر گلوں تک آرہے ہوں گے۔ اس دن مال و دولت کے ذخائر کچھ فائدہ نہیں پہنچائیں گے۔

وہ کون ہے کہ دوام و بقا صرف اسی کے لیے ہے‘ جو ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے‘ اس پر کبھی موت نہیں آئے گی‘ جو ہمیشہ باقی رہنے والا ہے‘ اس پر کبھی فنا اور زوال نہیں آئے گا‘ وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات ہے! جب کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں پر فنا و زوال کو مقدر کر دیا ہے‘ ہر ایک کے فنا اور موت کا وقت مقرر کر دیا ہے‘ نہ اس وقت میں کوئی کمی ہو گی اور نہ ہی زیادتی۔

موت جس کی جستجو میں ہو وہ اس سے فرار کیسے حاصل کر سکتا ہے۔ جس کے لیے قبر کو ٹھکانا بنا دیا گیا ہو وہ دنیا کو اپنا ٹھکانا اور جائے قرار کیسے بنا سکتا ہے۔ مال و اولاد نے‘ عمارتوں اور محلات نے ہم کو موت اور قبر سے غافل کر دیا ہے۔ ہم نئے انداز کی لذتوں میں ایسے غافل ہیں کہ گویا ہمیں اپنی قبروں میں جانا ہی نہیں؟ دلوں کی سختی اور اس غفلت پر اللہ سے شکوہ ہی کر سکتے ہیں۔

اپنے عزیز و اقارب اور دوست و احباب سے جدائی دلوں پر کس قدر اثرانداز ہوتی ہے‘ لیکن جو اللہ کی قدرت اور اس کی تقدیر پر ایمان رکھتے ہیں اور یہ جانتے ہیں کہ موت ہر ذی نفس کا مقدر ہے اور یہی اللہ کی سنت اور اس کا طریقہ ہے‘ وہ اس فراق پر راضی برضا ہوتے ہیں اور اللہ کے فیصلے کے سامنے سرِتسلیم خم کر دیتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود بہت سے لوگ ابھی غفلت اور بے خبری میں بھولے ہوئے ہیں اور اپنی سرکشی پر اڑے ہوئے ہیں اور بھٹکے ہوئے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”لوگوں کا حساب یعنی اعمال کے نتائج

کا وقت نزدیک آپہنچا ہے اور وہ غفلت میں پڑے اس سے منہ پھیر رہے ہیں"۔ (سورۃ الانبیا ۲۱:۱)

موت سے غافل لوگوں کے طرز عمل سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ گویا وہ موت سے مستثنیٰ ہیں اور موت ان کے علاوہ دیگر لوگوں کا مقدر ہے۔ ہمیں دنیاوی لذات نے اپنے اندر گم کر لیا ہے۔ ہم غافل کرنے والی اور دھوکا دینے والی چیزوں میں مشغول ہو گئے ہیں۔ شہوتوں اور لذتوں کے دریا میں غرق ہو گئے ہیں۔ ہم غفلت میں ایسے پڑے ہیں گویا ہمیں اس دنیا میں ہمیشہ رہنا ہے۔ یہ ہماری حالت ہے جب کہ ہم کس قدر محتاج ہیں! قریب ہے کہ یہ دنیا ختم کر دی جائے اور ہم خدا کے دربار میں حاضر ہوں۔ ہمارے پاس اس کے سامنے پیش کرنے کے لیے کیا ہے؟ کیا ہم نے اپنے نفوس کا محاسبہ کیا ہے؟ کیا ہم اس حالت پر اسی طرح باقی رہیں گے؟ کیا ہماری زندگیاں اسی ڈگر پر چلتی رہیں گی یہاں تک کہ قبر ہمارا ٹھکانہ بن جائے؟ کیا ہم نے کبھی ان جنازوں کے متعلق اپنے آپ سے سوال کیا جن کی نماز ہم اکثر پڑھتے رہتے ہیں؟ کیا ہم نے کبھی سوچا کہ یہ جنازے کہاں لے جائے جا رہے ہیں؟ ان کو کہاں پیش کیا جا رہا ہے؟ ان کی کیا حالت ہو گی؟ جب ہم مریں گے تو ہماری کیا حالت ہو گی؟ موت وہ اٹل حقیقت ہے جس سے فرار کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ ہر روز، واعظ موت ہمارے دروازے پر دستک دیتا ہے۔ ہم بلند و بالا محلات تعمیر کرتے جا رہے ہیں جب کہ ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ ہمیں مرنا ہے۔ ہمیں جہنم کے دہکتے ہوئے شعلوں کا اچھی طرح علم ہے۔ ہمارے کتنے ہی احباب اور رشتے دار ہیں، جن کو ہم قبر کی منزل کی طرف رخصت کر چکے ہیں۔ قبر وہ منزل ہے جس سے ہر ایک کو گزرنا ہے۔ کسی کو اس سے مفر نہیں۔ قبر آخرت کے گھر کا وہ پہلا دروازہ ہے جس میں پہلے والے بھی داخل ہوئے اور بعد والے بھی داخل ہوں گے۔ اس میں چھوٹے بڑے، حاکم و محکوم سب کو جانا ہے۔ اس قبر نے اپنی آغوش میں انبیا اور علما کو بھی لیا، اس میں اغنیا اور فقرا، حاکمین اور رعایا، مرد و عورت سب کو جانا ہے۔ پھر یہ قبر آخری منزل نہیں بلکہ پہلی منزل ہے، اس کے بعد آخرت کی منزل بھی آئے گی۔ اس منزل میں نیک اعمال کرنے والوں کے لیے نعمتیں اور برے اعمال کرنے والوں کے لیے جہنم کی آگ ہے۔

میرے بھائیو اور بہنو! آیئے ہم کچھ وقت اس حدیث مبارکہ کے سائے میں گزاریں جو موت کے وقت اور قبر کے سوال و جواب کا منظر پیش کرتی ہے تاکہ ہم اپنی آنے والی اس منزل کی تیاری کر لیں جس سے ہم سب کو گزرنا ہے۔

حضرت براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چند صحابہ کرامؓ کے ساتھ ایک انصاری صحابیؓ کے جنازے میں شریک ہوئے۔ جب ان کی تدفین ہو گئی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قبر کے قریب بیٹھ گئے اور ہم بھی آپؐ کے ارد گرد اس طرح بیٹھ گئے کہ گویا ہمارے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہاں تک کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا: عذاب سے اللہ کی پناہ مانگو۔ اس کے بعد فرمایا: جب بندہ مومن کا دنیا

سے رخصت ہو کر آخرت کی طرف جانے کا وقت قریب آتا ہے تو آسمان سے روشن اور خوب صورت چہرے والے فرشتے آتے ہیں۔ ان کے پاس جنت سے لائے ہوئے، جنت کی خوشبو سے مہکے ہوئے کفن ہوتے ہیں۔ یہ فرشتے اس بندہ مومن کے پاس بیٹھ جاتے ہیں یہاں تک کہ موت کا فرشتہ بھی آ جاتا ہے۔ وہ بندہ مومن کے سر کے پاس بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے: اے پاک روح! نکل اور اللہ کی مغفرت اور اس کی رضامندی کی طرف چل۔ جب وہ روح اس میں سے نکل جاتی ہے تو یہ فرشتے پلک جھپکنے میں اسے اس خوشبودار کفن میں ڈال دیتے ہیں۔ اس کفن سے کرہ ارضی پر پائی جانے والی تمام خوشبوؤں سے اچھی خوشبو اٹھتی ہے۔ وہ اس روح کو لے کر آسمان کی طرف چلے جاتے ہیں۔ وہ جہاں جہاں سے بھی گزرتے ہیں، فرشتے ان سے سوال کرتے ہیں: یہ پاک روح کون ہے؟ فرشتے اچھے سے اچھے القاب کے ذریعے تعارف کراتے ہیں کہ یہ فلاں ابن فلاں کی پاکیزہ روح ہے۔ یہاں تک کہ وہ اس روح کو لے کر دنیا کے قریب والے آسمان پر جاتے ہیں اور آسمان کا دروازہ کھلواتے ہیں۔ ان کے لیے دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔ یکے بعد دیگرے آسمان کے فرشتے اس پاکیزہ روح کو ساتویں آسمان پر پہنچا دیتے ہیں۔ پھر اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے اس بندے کے اعمال علیین میں لکھ دو اور اس روح کو دوبارہ زمین کی طرف لے جاؤ اس لیے کہ میں نے اس کو زمین سے پیدا کیا، اسی میں اس کو لوٹاؤں گا اور پھر دوبارہ اسی زمین سے اس کو نکالوں گا۔ چنانچہ اس روح کو دوبارہ اس بندہ مومن کے جسم میں لوٹا دیا جاتا ہے۔ پھر دو فرشتے اس کے پاس آتے ہیں، اس کو بٹھاتے ہیں اور اس سے اس کے رب کے دین اور نبی اکرمؐ کے متعلق دریافت کرتے ہیں۔ وہ بندہ مومن ان کے سوالات کا جواب دیتا ہے یہاں تک کہ آسمان سے آواز دینے والے کی آواز آتی ہے کہ میرے بندے نے سچ کہا۔ اس کے لیے اس کی قبر میں جنت کا بستر بچھا دو، اس کو جنت کا لباس پہنا دو اور اس کی قبر میں جنت کی جانب ایک دروازہ کھول دو۔ اس کی قبر میں جنت کی ہوا اور اس کی خوشبو آنے لگتی ہے اور جہاں تک اس کی نظر کام کرتی ہے وہاں تک اس کی قبر وسیع کر دی جاتی ہے۔ پھر ایک خوب صورت چہرے والا، خوب صورت لباس والا خوشبوؤں میں مہکا ہوا ایک شخص اس کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے کہ تمھیں جو خوش کن چیزیں ملی ہیں اس پر تمھیں مبارک ہو، یہ وہی دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔ بندہ مومن اس سے پوچھتا ہے کہ تم کون ہو؟ وہ کہتا ہے کہ میں تمھارا نیک عمل ہوں۔

اس کے بعد آپؐ نے فرمایا: جب کسی کافر کے دنیا سے رخصت ہونے اور آخرت کی جانب جانے کا وقت آتا ہے تو آسمان سے بدشکل فرشتے نہایت ہی گندا کفن لے کر آتے ہیں اور اس کے قریب بیٹھ جاتے ہیں یہاں تک کہ موت کا فرشتہ بھی اس کے سر کے قریب آ کر بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے: اے ناپاک روح! نکل اور اللہ کی ناراضی اور اس کے غضب کی طرف چل۔ جب اس کی روح قبض کر لی جاتی ہے تو وہ فرشتے

پلک جھپکنے میں اس ناپاک روح کو گندے کفن میں ڈال دیتے ہیں اور اس سے زمین پر پائی جانے والی غلیظ بوؤں سے زیادہ گندی اور غلیظ بو اٹھتی ہے۔ وہ فرشتے اس روح کو لے کر جہاں جہاں سے بھی گزرتے ہیں فرشتے ان سے دریافت کرتے ہیں کہ یہ ناپاک روح کون ہے؟ وہ اس روح کا بدترین القاب میں تعارف کراتے ہیں کہ یہ فلاں ابن فلاں کی روح ہے۔ یہاں تک کہ جب وہ اس روح کو لے کر دنیا سے قریب والے آسمان پر پہنچتے ہیں اور آسمان کا دروازہ کھلوانا چاہتے ہیں تو دروازہ نہیں کھولا جاتا۔ اس کے بعد آپؐ نے یہ آیت تلاوت فرمائی جس کا مفہوم یہ ہے: "ان کے لیے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے"۔

اس کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے بندے کے اعمال سجین میں لکھ دیے جائیں' بالکل نچلے درجے میں۔ اس کے بعد اس کی روح کو اس کے جسم میں لوٹا دیا جاتا ہے۔ دو فرشتے اس کے پاس آتے ہیں' اس کو بٹھاتے ہیں اور اس سے اس کے رب' اس کے دین اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق سوال کرتے ہیں تو وہ واویلا کرنے لگتا ہے اور کہتا ہے کہ میں کچھ نہیں جانتا۔ آسمان سے آواز آتی ہے کہ میرے بندے نے جھٹلایا' اس کے لیے جہنم کا بچھونا بچھا دو۔ اور اس کی قبر کا دروازہ جہنم کی طرف کھول دو۔ یہاں تک کہ اس سے جہنم کی گرمایش اور اس کی ہوائیں آنے لگتی ہیں۔ اس پر اس کی قبر اس قدر تنگ کر دی جاتی ہے کہ اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں گھسنے لگتی ہیں۔ اس کے بعد ایک بدشکل' بدلباس اور بدبودار شخص اس کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے کہ جو بری چیزیں تم کو ملی ہیں وہ تم کو مبارک ہوں۔ یہ وہ دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔ یہ پوچھتا ہے کہ تم کون ہو؟ وہ جواب دیتا ہے کہ میں تمھارے برے اعمال ہوں۔ اس پر وہ بندہ کافر کہتا ہے کہ اے میرے خدا! قیامت قائم نہ کرنا' قیامت قائم نہ کرنا۔ (سنن نسائی' ابن ماجہ' ابوداؤد' مسند احمد)

یہ حدیث مبارکہ ہر اس شخص کے لیے قابل غور ہے کہ جس کے لیے موت مقدر ہے' مٹی میں جانے کا اس سے وعدہ کیا گیا ہے' قبر کی مٹی اس کا بچھونا ہے' کیڑے اس کے ساتھی ہیں' منکر نکیر اس سے سوال کرنے والے ہیں' اس کے اعمال اس کے ہم نشین ہیں' قبر اور برزخ اس کا ٹھکانہ ہے' قیامت کے قائم ہونے کا اس سے وعدہ کیا گیا ہے۔ اسے جنت یا دوزخ میں سے کسی ایک میں جانا ہے۔ جس شخص کی آیندہ کی منزلیں یہ ہوں' اس کو مردوں کی تدفین اور قبروں کی زیارت کے دوران اپنی ان منزلوں اور اس میں پیش آنے والے امور سے غافل نہیں رہنا چاہیے۔

حضرت براء بن عازبؓ ہی سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ہم آں حضرتؐ کے ساتھ تھے کہ آپؐ نے چند صحابہ کرامؓ کو دیکھا کہ وہ کسی چیز کے ارد گرد جمع ہیں۔ آپؐ نے دریافت فرمایا کہ یہ کس چیز پر جمع ہیں؟

آپؐ کو بتلایا گیا کہ یہ کسی کی تدفین کے لیے قبر کھود رہے ہیں۔ آں حضرتؐ تیزی سے ان کی طرف گئے اور قبر پر پہنچ گئے۔ قبر کو دیکھنے کے بعد آپؐ پر رقت طاری ہو گئی۔ اس کے بعد آپؐ صحابہ کرامؓ کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے میرے بھائیو' اس دن کے لیے تیاری کرو۔ (مسند احمد و ابن ماجہ)

ہمارے اسلاف جب قبروں پر حاضر ہوتے تھے تو ان کی کیا کیفیت ہوتی تھی۔ حضرت عثمان بن عفانؓ کے غلام حضرت ہانیؒ سے منقول ہے کہ حضرت عثمان بن عفانؓ جب کسی قبر پر کھڑے ہوتے تو ان پر اس قدر رقت طاری ہوتی کہ آنسوؤں سے ان کی داڑھی بھیگ جاتی۔ ان سے کسی نے دریافت کیا کہ جب آپ جنت و جہنم کا ذکر کرتے ہیں' اس وقت تو نہیں روتے لیکن جب آپ کو قبر کی یاد آ جائے یا کسی قبر کو دیکھ لیں تو اس قدر شدت سے روتے ہیں' اس کی کیا وجہ ہے؟ حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرمؐ کی زبان مبارک سے سنا ہے کہ قبر آخرت کی منزلوں میں سب سے پہلی منزل ہے۔ جو اس منزل میں کامیاب ہوا تو اس کے بعد کی منزلیں بھی اس پر آسان ہوں گی اور جو اس منزل میں کامیاب نہ ہو سکا اس کے لیے اس کے بعد کی منزلیں اور بھی زیادہ مشکل ہوں گی۔ (جامع ترمذی' ابن ماجہ)

حضرت ثابتؒ کہتے ہیں کہ جب ہم کسی جنازے میں شریک ہوتے تھے تو ہم میں سے ہر شخص رو رہا ہوتا تھا۔ ہمارے اسلاف کے خوف اور ان کی قوت ایمانی کا یہ عالم تھا اور ہماری کیا حالت ہے وہ ہم دیکھ رہے ہیں۔ اللہ ہی ہم پر رحم فرمائے۔ اسی طرح یہ بھی حدیث میں وارد ہوا ہے کہ قبر یا تو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔

اسی طرح بعض صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ سے یہ منقول ہے' قبر آواز لگاتی ہے کہ اے ابن آدم! تجھے کس چیز نے دھوکے میں مبتلا کر رکھا ہے۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ میں اندھیرے کا گھر ہوں' پردیس کا گھر ہوں' تنہائی کا گھر ہوں اور کیڑوں کا گھر ہوں۔

حضرت ابو الدرداءؓ کے متعلق آتا ہے کہ وہ کثرت سے قبرستان جایا کرتے تھے۔ ان سے جب کسی نے اس کے متعلق دریافت کیا تو انھوں نے فرمایا کہ میں ایسے لوگوں کے پاس جا کر بیٹھتا ہوں جو مجھے میری آخرت یاد دلاتے ہیں۔ آں حضرتؐ کا ارشاد ہے کہ قبروں کی زیارت کیا کرو' اس لیے کہ یہ آخرت کی یاد دلاتی ہیں۔

اے اللہ! ہم عذاب قبر سے پناہ مانگتے ہیں' اے اللہ! ہم آپ سے سوال کرتے ہیں کہ آزمایش قبر میں ہماری حفاظت فرمائیے۔ اے اللہ! اس دنیا سے رخصت ہونے کے بعد قبروں کو ہماری بہترین منزل بنا دیجیے ۔ موت اور سکرات موت' قبر اور اس کے اندھیرے میں ہماری مدد فرمائیے! آمین یا رب العالمین!

اے اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو اور اس دن سے ڈرو جب کہ تم اللہ کے حضور میں لوٹ کر جاؤ گے اور

ہر شخص اپنے اعمال کا پورا پورا بدلہ پائے گا اور کسی کا کچھ نقصان نہ ہو گا۔ اے اللہ کے بندو! جب ہم قبر اور اس کے عذاب کے متعلق گفتگو کرتے ہیں تو اس وقت ہم پر اپنا محاسبہ کرنا لازم ہے۔ ہم پر لازم ہے کہ ہم ان اعتقادی امور کو اپنی عملی زندگی میں نافذ کریں۔ اپنے اعتقاد کو عملی شکل دیں۔ جو شخص بھی اللہ پر ایمان رکھتا ہے اور اس بات پر ایمان رکھتا ہے کہ اس نے مرنے کے بعد قبر میں جانا ہے، اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ جان لے کہ عذاب قبر اور اس کی وحشت سے بچانے والی چیز اللہ تبارک و تعالیٰ پر ایمان کامل اور نبی اکرمؐ کی اتباع کامل ہے۔ اگر اس بات پر ہمارا یقین کامل ہو کہ ہم نے قبر میں جا کر اپنے ایک ایک عمل کا جواب دینا ہے اور قبر میں ہمارے اچھے اعمال ہی کام آئیں گے اور ہمارے برے اعمال کے برے نتائج ظاہر ہوں گے تو پھر نہ ہم عقیدے میں کمزوری آنے دیں، نہ اتباع رسولؐ میں کمی کریں اور نہ ہم سے زنا، جھوٹ، ظلم، رشوت، ملاوٹ اور دوسروں کو اذیت پہنچانے جیسے گناہ سرزد ہوں۔ (خطبہ جمعہ، امام الحرم)

سمع و بصر کی خصوصی پیشکش

فہم القرآن

20 کیسٹ کا سیٹ

مطالب و معارف قرآنی کا ذخیرہ

خرم مراد کی آواز میں

آخری 24 سورتوں کے 33 درس

ہدیہ : 630 روپے

ملنے کا پتہ :

سمع و بصر، علی ہائٹس، کریم مارکیٹ، اقبال ٹاؤن، لاہور

سمع و بصر کیسٹ شاپ، منصورہ، ملتان روڈ، لاہور

ڈیسنٹ بک پوائنٹ، A-57/5، گلشن اقبال، کراچی